18-03-1968 اگر پاکستان نے 1965 کی غلطی دہرائی تو اسے سخت سزا دیں گے۔(اندرا گاندھی)

25-04-1968 رن کچھ میں سرحدی حدود کی تعین عمل میں آئی۔

27-04-1968 ہم انڈین آرمی کو منہ توڑ جواب دیں گے۔(موسیٰ خان گورنر مغربی پاکستان)

04-05-1968 مسئلہ کشمیر حل نہ ہوا تو دوبارہ جنگ چھڑ سکتی ہے۔(شیخ عبداللہ)

23-05-1968 بھارت نے رن کچھ کا علاقہ خالی کرنے سے انکار کر دیا۔(حکومت پاکستان)

11-06-1968 پاکستان بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام پر خاموش نہیں رہ سکتا۔(وزیر خارجہ ارشد حسین)

03-08-1968 ہم مسئلہ کشمیر دوبارہ اقوام متحدہ میں لے کر جائیں گے۔(ارشد حسین)

17-09-1968 مسئلہ کشمیر کے حل کے سلسلے میں ہم پوری دنیا کا ضمیر بیدار کریں گے۔(وزارت خارجہ)

19-10-1968 مسئلہ کشمیر پر بھارت کو پاکستان سے مذاکرات کرنے چاہئیں۔(شیخ عبداللہ)

24-10-1968 پاکستان میں یوم آزاد کشمیر منایا گیا۔

12-11-1968 عبدالحمید خان بلا مقابلہ آزاد کشمیر کا صدر منتخب ہو گیا۔

07-12-1968 کشمیری رہنما میر واعظ محمد یوسف کا انتقال ہوا۔ان کی عمر 76 سال تھی۔

08-12-1968 میر واعظ کے سوگ میں پورے مقبوضہ کشمیر میں ہڑتال ہوئی۔

03-01-1969 دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی توجہ مسئلہ کشمیر کی طرف مبذول کرائی جائے گی۔(ارشد)

29-03-1969 پاکستان کی خلائی تحقیقاتی کمیٹی نے کامیابی سے ایک راکٹ خلا میں چھوڑا۔

19-05-1969 ہم سلامتی کونسل میں جلد ہی دوبارہ مسئلہ کشمیر پیش کریں گے۔(پاکستان)

24-05-1969 مسئلہ کشمیر حل ہونے تک پاک بھارت تعلقات معمول پر نہیں آسکتے۔(صدر یحییٰ خان)

31-05-1969 پاکستان، افغانستان اور بھارت باہمی تنازعات مذاکرات کے ذریعے حل کریں۔(روسی وزیر اعظم)

11-06-1969 میر پور آزاد کشمیر میں دھماکے سے 6 افراد ہلاک ہوئے۔

06-07-1969 بھارتی فوج نے رن کچھ کا علاقہ پاکستان کے حوالے کر دیا۔

13-07-1969 یوم شہدائے کشمیر منایا گیا۔

10-08-1969 شاہراہ قراقرم کی تعمیر پر انڈیا نے پاکستان سے احتجاج کیا۔

اخلاق کریمانہ

مسلمان مدیر کے اوصاف

عبدالرحیم روزی

اسلامی تہذیب وتمدن کی تاریخ کے اوراق کھنگالنے والے پر عیاں ہوگا کہ اسلام کے ہر ادارے اور شعبہ ہائے زندگی کی عمارت عدل وانصاف، باہمی صلاح ومشورہ، امانت ودیانت، علم وعمل میں پختگی وبصیرت، اور پاکیزگی نفس سے تعبیر ہے۔ جب خلفائے راشدین اور مسلمان فرمانرواؤں نے ان عالی اقدار واوصاف کو اپنا نصب العین اور اوڑھنا بچھونا بنالیا تو اسلامی ریاست تاریخ عالم کی مثالی مملکت بن گئی۔

یہ اوصاف حسنہ ایک مسلمان حکمران، وزیر، مدیر، منتظم اور مدرس سب کے لئے یکساں ضروری ہیں۔ اور یہ اوصاف مجملاً درج ذیل ہیں:

۱۔ **با اخلاق ہو!** حسن اخلاق کے ذریعے ادارے کا منتظم اپنے زیر نگرانی عملے کا احترام حاصل کرسکتا ہے۔ جس کے ذریعے وہ ان سے حسب منشا کام لے سکتا ہے۔ وہ لوگ بھی اس سلوک سے اپنی عزت نفس کی پاسداری کا احساس کریں گے کہ مجھے حقیر نہیں سمجھا جارہا ہے اور ایک معزز انسان کا سا سلوک کیا جارہا ہے۔ اس طرح اس کا معنوی مورال بلند ہوگا، اور بہ سے بہتر طریقے سے اپنا کام انجام دیتا رہے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے ہمارے لئے ہمارے اپنی ذات بابرکت میں اخلاق حسنہ کا بہترین نمونہ چھوڑا ہے۔ آپ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ کا تزکیہ یوں ہے: ﴿وإنك لعلىٰ خلق عظيم ۞﴾ "بے شک آپ اخلاق کے بڑے مرتبے پر فائز ہیں۔" (القلم: ٤) اور خود شارح قرآن ﷺ کا ارشاد ہے: "بعثت لأتمم حسن الأخلاق" "میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔" (موطا، باب ماجاء فی حسن الخلق، حدیث: ۸)

۲۔ **اسوۂ حسنہ ہو!** مسلمان مدیر ومنتظم کے اقوال وافعال اچھے ہوں گے تو عملہ کے لئے بہترین نمونہ ہوگا اور وہ بھی اس کے نقش قدم پر چلیں گے۔ لہٰذا وہ مدیر اپنے ادارے کے قواعد وضوابط سب سے پہلے خود اپنائے، وہ جو کچھ حکم نافذ کرتا ہے یا کوئی وعظ ونصیحت کرتا ہے، تو اولین عملی جامعہ پہنانے والا خود ہو۔ اگر وہ کسی چیز سے منع کرتا ہے تو خود پہلے اس سے رک جائے۔ نبی اقدس ﷺ میں یہ دونوں اوصاف بطریق اتم موجود تھے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة﴾ "بے شک تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر میں بہترین نمونہ ہے۔" [الاحزاب: ۲۱]

لہٰذا مسلمان انتظامی سربراہ کو چاہئے کہ خود کام کے مقررہ اوقات کا التزام کرے، ایسا نہ ہو کہ وہ التزام کی تاکید کرے پھر

خود بھول جائے، عدل وانصاف کی تلقین کرے پھر خود ظلم وناانصافی کا رسیا ہو، اخلاص عمل کی دعوت دے اور خود نفس پرستی، خود غرضی، اور اقربا پروری کا خوگر ہو! ایسی صورت میں تو لوگ الٹے اس پر پھبتی کسیں گے اور وہ مذاق وتنقید کا نشانہ بن جائے گا۔

۳۔ **عادل ہو!** مسلمان منتظم اپنی زیر نگرانی لوگوں کے مابین انصاف اور مساوات سے کام لے۔ اگر اس صفت کا فقدان ہوگا، تو اس کے خلاف غیض وغضب، نفرت وکراہیت، بغاوت وسرکشی اور بغض واعتراض کی چنگاری سلگتے سلگتے شعلہ خیز ہو جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "**خيار أئمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم وتصلون عليهم ويصلون عليكم، وشرار أئمتكم الذين تبغضونهم ويبغضونكم وتلعنونهم ويلعنونكم**" قال: **قلنا يا رسول الله! أفلا ننابذهم بالسيف؟ قال: "لا، ما أقاموا فيكم الصلاة، لا، ما أقاموا فيكم الصلاة**"" "تمہارے بہترین پیشوا وہ ہیں جن سے تم محبت کریں اور تم سے وہ محبت رکھیں، حاکم اور رعایا دونوں ایک دوسرے پر رحمت کی دعاء کرتے رہیں۔ اور تمہارے بدترین قائدین وہ ہیں کہ تم ان سے اور وہ تم لوگوں سے نفرت کرتے اور آپس میں لعن طعن کا تبادلہ کرتے ہوں۔ ہم (صحابہ ﷺ) نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس وقت ہم ان سے تلوار کی زبان استعمال نہ کریں؟ فرمایا: "نہیں، جب تک وہ تمہارے لئے نماز قائم کرتے رہیں، نہیں جب تک وہ تمہارے لئے نماز قائم کرتے رہیں۔" [مسلم: الامارۃ، رقم: ۸۵۵]

ارشاد الٰہی ہے: ﴿**يـأيها الذين آمنوا كونوا قوامين لله شهدآء بالقسط ولا يجرمنكم شنان قوم علىٰ أن لا تعدلوا اعدلوا هو أقرب للتقوى**......﴾" ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے لئے حق وانصاف کی گواہی دینے والے ہو جاؤ، اور تمہیں کسی طبقے کی دشمنی انصاف نہ کرنے پر نہ اکسائے، بلکہ عدل وانصاف سے کام لو، یہی تقویٰ سے قریب تر روش ہے۔" [المائدۃ: ۸]

عدل کی ضد ظلم ہے۔ اس کا انجام بہت تاریک ہے۔ سلف صالحین ظلم سے بہت ڈرتے تھے اور حتی الامکان بچتے تھے۔ چند اقوال وواقعات ملاحظہ کیجئے:

ا۔ امیر معاویہ ﷺ فرماتے ہیں: (**إني لأستحي أن أظلم من لايجد علي ناصرا إلا الله**) "میں اس آدمی پر ظلم کرنے سے شرم محسوس کرتا ہوں جسے اپنے دفاع میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مددگار نہیں ملتا۔"

۲۔ علی بن فضیلؒ ایک روز خوب رویا، اس کا سبب پوچھا گیا تو بتایا: (**أبكي على من ظلمت إذ وقف غدا بين يدي الله ولم تكن له حجة**) "میں اس شخص پر افسوس کرتے ہوئے رو رہا ہوں جو مجھ پر ظلم کرتا ہے، جب وہ کل روز قیامت، اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہوگا اور اس کا ناطقہ بند ہوگا تو اس کا کیا حشر ہوگا!!"

۳۔ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک ایک روز منبر پر تھا، ایک آدمی نے پکار کر کہا: (یا سلیمان! اذکر یوم الأذان! سلیمان منبر سے اترا اور اسے بلا کر پوچھا: مایوم الأذان ؟ اس آدمی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فأذن مؤذن بینھم أن لعنة الله علی الظالمین ۞﴾ "پس ان کے درمیان اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔" [الاعراف: ٤٤]

سلیمان: میں نے تم پر کیا ظلم کیا؟

آدمی: "فلاں جگہ میری جائیداد تیرے نمائندے نے جبراً رکھی ہے۔"

سلیمان نے فوراً اپنے وکیل کو لکھا: ادفع إلیه أرضه وأرضا مع أرضه "اس کی زمین اس کے حوالے کر دو، نیز اسی کے برابر ایک اور پلاٹ بھی دے دو۔"

۴۔ رحم وشفقت والا ہو! رحم وشفقت کی صورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ سربراہ انتظامیہ اپنے ماتحتوں پر صبر کرے، ان کی ترقی اور خیر وبھلائی کے لئے خوب کوشش کرے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَاعفُ عنهم وَاصفَح إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ المُحسِنِينَ ۞﴾ "آپ ان سے درگزر کیجئے، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔" (المائدة: ١٣)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو میرے گھر میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا: (**اللهم من ولی من أمر أمتی شیئا فشق علیهم فاشقق علیه، ومن ولی من أمر أمتی شیئا فرفق بهم فارفق به**) "اے اللہ! جو میری امت کے کسی کام کا ذمہ دار بنا پھر اس نے انہیں مشقت میں ڈالا، تو تو بھی اس مشکلات میں پھنسا دے اور جو کئی میری امت کے کسی کا ذمہ دار بن کر نرمی برتی تو تو بھی اس پر شفقت فرما۔" (مسلم: الامارة: ١٨٢٨)

اس رحم وشفقت کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ مسلمان سربراہ مستقل مزاج، ہوشیار اور دور اندیش نہ ہو، بلکہ اس میں یہ اوصاف بطریق اتم موجود ہونے چاہئیں، کہ عملہ میں کام چوری اور کاہلی دیکھ کر مناسب تنبیہ کرے اور اعمال کی نگرانی پیہم کرتا رہے۔

۵۔ پاکیزہ نفس والا ہو! اگر ادارے کا ذمہ دار پاکدامن و پاکیزہ نفس والا ہو، شہوات نفسانی اور حرص جیسے مذموم اوصاف سے دور ہو تو اس کا عملہ بھی اس کی اقتدا کرے گا اور تمام اعمال درست رہیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**عُرض علیّ أول ثلاثة یدخلون الجنة: شهید وعفیف متعفف، وعبد أحسن عبادة الله ونصح لموالیه**) "جنت میں داخل ہونے والوں

میں سے ابتدائی تین مجھ پر پیش کیے گئے: شہید، نہایت پاکدامن شخص اور اس غلام کو جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالائی اور اپنے آقا سے خیرخواہی کی۔'' (رواه الترمذی ، كتاب فضائل الجهاد، وقال هذا حديث حسن)

حرص وطمع ایک سم قاتل ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: (**بئس العبد عبدٌ طمعٌ يقوده** ......) ''وہ بندہ کتنا بدترین ہے جو لالچ کا غلام بن جاتا ہے۔'' (رواه الترمذي بسند غريب، صفة القيامة، باب ١٧)

☆ داناؤں کا قول ہے: (الحرص ينقص من قدر الانسان ولا يزيد فی رزقه) ''حرص اور طمع انسان کی قدر ومنزلت گھٹاتی ہے مگر اس کے رزق میں اضافہ نہیں کرتی۔''

☆ حسن بصریؒ کا قول ہے: (لو رأيت الأجل ومروره لنسيت الأمل وغروره) ''اگر تو انسانی عمر اور اس کے تیزی سے گزرنے کو دیکھ لے، تو آرزوؤں کے دھوکے کو بھول جائے گا''۔

عرب کا مقولہ ہے: (مصارع الرجال تحت بروق الطمع) ''مردوں کی قتل گاہیں حرص کی چمک کے نیچے ہیں۔''

انظر لمن ملك الدنيا بأجمعها   هل راح منها بغير القطن والكفن

''اس شخص کی طرف دیکھ جو چہار دانگ عالم کا مالک ہوا، کیا وہ اس دنیا سے کپاس اور کفن کے علاوہ کوئی اور چیز لے کر گیا!!''

۶۔ اپنی رائے ٹھونسنے والا نہ ہو! دین اسلام میں دانشوروں اور عقل وشعور رکھنے والوں سے رائے اور مشورہ لینے کی بڑی قدر ومنزلت ہے، خصوصاً اہم اور فیصلہ کن مواقع اس کی اہمیت کو مزید مہمیز کرتے ہیں۔ لہٰذا کسی شعبے کا سربراہ اپنی رائے کو حرف آخر سمجھ کر اس پر نہ اڑے، بلکہ خوب صلاح ومشورہ کرے۔ اسے ماتحت عملہ کا تعاون حاصل ہوگا اور اعتماد کی فضا پیدا ہوگی اور کام میں بھی برکت ہوگی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عالی عزم پیغمبر کو یوں ہدایت کی ہے: ﴿**فاعف عنهم واستغفر لهم وشاورهم فی الأمر**﴾ ''ان سے درگزر کیجئے، ان کے لئے مغفرت کی دعا کیجئے اور اجتماعی امور میں ان سے مشورہ لیجئے۔'' (آل عمران: ١٠٩)

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں: (ما رأيت أحدا أكثر مشورة لأصحابه من رسول الله ﷺ) ''اپنے ساتھیوں سے مشورہ لینے میں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر میں نے کسی اور کو نہیں دیکھا۔'' (الترمذی: الجهاد، قال الحافظ فی الفتح: رجاله ثقات إلا أنه منقطع، تحفة الاحوذی)

حضرت عمرؓ کے متعلق امام بخاریؒ فرماتے ہیں: (وكان القراء أصحاب مشورة عمر كهولا كانوا أو

شبانا) "قرآن کریم کے قراء وعلماء امیر المؤمنین عمرؓ کی مجلس مشاورت کے خصوصی ممبر ہوتے تھے، چاہے وہ ادھیڑ عمر کے ہوں یا نوجوان۔" (کتاب الاعتصام)

جب سربراہ کوئی بھی اہم فیصلہ کرنے میں اپنی ذات کے خول تک محدود نہیں رہتا، بلکہ اپنے رفقائے کار خصوصاً امانتدار، دیانتدار اور صاحب عزم لوگوں سے مشورہ لیتا ہے تو طے شدہ فیصلہ مضبوط اور اقرب الی الصواب ہوتا ہے، اس کے پہلو بہ پہلو عملہ کی طرف سے بھی عزت واحترام حاصل ہوگا۔

امام حسن بصریؒ کا قول ہے: (الناس ثلاثة: رجل، ونصف رجل ولا شيء۔ فأما الرجل فالذي له رأى ويستشير، وأما نصف الرجل فالذي له رأى ولا يشاور أو يشاور ولا رأى له، وأما الذي لا شئ، فالذي ليس له رأى ولا يشاور) "لوگ تین قسم کے ہیں: مکمل انسان، آدھا انسان، اور کالعدم انسان۔ مکمل انسان وہ ہے جو صاحب رائے بھی ہے اور دوسروں سے مشورہ بھی لیتا ہے، آدھا انسان وہ ہے جو صاحب رائے تو ہے مگر مشورہ نہیں لیتا، یا مشورہ لیتا ہے مگر صاحب رائے نہیں۔ کالعدم انسان وہ ہے جو دونوں اوصاف سے عاری ہو۔"

عرب کا مقولہ ہے: (من يستبد برأيه ضلّ، ومن استعان بذوى الألباب سلك سبيل الرشاد) "جس نے اپنی رائے کو حتمی سمجھا وہ گمراہ ہوا، جس نے عقلمندوں کی رائے سے مدد لی وہ راہ راست پر گامزن ہوا۔"

محمد وراقؒ کا کلام ہے:

إن اللبيب إذا تفرق أمره ... فتق الأمور مناظرا ومشاورا

وأخو الجهالة يستبد برأيه ... فتراه يعتسف الأمور مخاطرا

"عقلمند وہ ہے جو اپنے بکھرے ہوئے شیرازوں کو نظر مسلسل اور مشورہ کے ذریعے درست کرتا ہے۔ اور نادان وہ شخص ہے جو صرف اپنی رائے سے کام لیتا ہے۔ تو دیکھے گا کہ وہ خطرہ مول کر معاملات کرتا ہے۔"

۷۔ خیر خواہ ہو! کسی بھی شعبے کا ذمہ دار وسربراہ، اپنے عملہ کے لئے نصیحت اور خیر خواہی کرنے والا ہونا چاہئے، اس کا ثمرہ یہ ہے کہ ماتحت عملہ سے غلطیاں کم سے کم سرزد ہوں گی، ان میں خود اعتمادی پیدا ہوگی اور ان کی عملی صلاحیت بڑھ جائے گی۔

حدیث نبوی ہے: (**ما من عبد استرعاه الله رعية فلم يحطها بنصحة إلا لم يجد رائحة الجنة**) "جس شخص کو اللہ تعالیٰ کسی رعایا کا ذمہ دار مقرر کرتا ہے، وہ ان کے ساتھ خیر خواہی نہ کرے تو وہ ذمہ دار جنت کی بو تک نہیں پائے گا۔" (بخاري: الأحكام، ۷۱۵۰)

۸۔ انانیت پسند نہ ہو! مسلمان مدیر اپنے ذاتی مصلحت ومفادات کے لئے زیر سایہ افراد کو کبھی استعمال نہ کرے، اس